OPEN ACCESS: “*EPISTEMOLOGY*”
eISSN: 2663-5828; pISSN: 2519-6480
Vol.12 Issue 13 June 2023

اسلام کا تصور ابلاغ: عصر حاضر میں سوشل میڈیا کے خاندان و معاشرہ پر اثرات، تحقیقی جائزہ

IMPACTS OF SOCIAL MEDIA ON FAMILY AND SOCIETY IN CONTEMPORARY ERAS AND COMMUNICATION CONCEPT OF ISLAM: A RESEARCH REVIEW

Dr. Umme Salma
Lecturer: Institute of Education and Research
Punjab university, Lahore

Abstract: One of the most important role played by social media is to established new social communication by information technology between friends, family and society. Technology has blessed us with a lot of convenience but it has also made us become more and more dependent on it for fulfilling most of our needs .social media has made possible face to face communication, but peoples fail to satisfy the needs of security and privacy .our youth is becoming lazy day by day ,enclosing themselves to their rooms and locking their gaze on their monitor screen, There are always two sides of everything, Good and evil are two parallel and always closely residing, with proper guidance and awareness, we can harness our control over thing, Social media can be categorized as an easy communication tool to share content efficiently and instantly to wide range of people. The usage of social media has become a daily routine with different communication purposes.in which the WhatsApp face book and twitters’ etc, the preferred platform. Islam Appreciate and encourage knowledge and research .The objectives of this paper is to promote Islamic awareness in social media using the Islamic point of view of communication and moral ethics of using it in society and families. Investigate how social media impacts the society and family life, this research emphasize the pros and cons of using the social media based on the Islamic perspective, focusing on the social media challenges, benifiets and moral ethics of using it, also how it is used.

Key words: family. social media: communication: awareness: information. Society

تعارف:

اللہ تعالیٰ نے تخلیق آدمؑ کے ذریعے اس دنیا میں زندگی کی بنیاد رکھی اور ان کا جوڑا بنا کر انہی کے ذریعے خاندان کے ادارے کی بنیاد رکھی۔ خاندان معاشرے کی پہلی اکائی ہے۔ جس کا ذکر قرآن میں یوں آتا ہے قلنا اھبطو منھا جمعیاً فامایأتینکم منی ھدیً فمن تبع ھدایٰ فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون [1] اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آدمؑ اور ان کے اہل و عیال یعنی اماں حوا کو زمین کی سکونت اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور قرآن میں اخلاق کے حوالے سے مزید فرمایا: والعصرہ ان الانسان لفی خسرہo الا الذین امنو و عملوالصٰلحتِ واتواصو بالحقo واتواصوا بالصبرo[2] عمل صالح، حق بات کی نصیحت اور (مشکل کے وقت) صبر کی تلقین کی گئی ہے.

خاندان، لاطینی استخراج ہے اور بنیادی طور پر ایک گروپ کو ظاہر کرتا ہے جو والدین، بچوں، نوکروں اور غلاموں پر مشتمل ہے خاندان ایک مختصر معاشرتی تنظیم ہے جن میں کم از کم دو نسلیں شامل ہوتی ہیں اور اس کا اعتبار یہ ہے کہ یہ خونی رشتے کی تنظیم ہے غرض خاندان معاشرتی زندگی کی ابتدائی وحدت ہے جس میں بنیادی حیثیت مرد و عورت کو حاصل ہے[3]۔ خاندان، معاشرے کی ایک فطری اور بنیادی اکائی ہے اور وسیع پیمانے پر ممکنہ تحفظ اور مدد و تعاون کا مستحق ہے[4]۔

> The term family in Islam is used to designate a special kind of structure whose principles are related to one another through blood ties/or marital relationship, and whose related in of such as nature as to entail. (Mutual expectations) that are prescribed by Islam, reinforced by Islamic Law, and internalized by the individual Muslim[5]

فرد کی پہلی اکائی اس کا خاندان ہے اس میں میاں بیوی، والدین، رشتہ دار، ہمسائے اور پھر عام انسانی برادری شامل ہے اسلام نے ان میں سے ہر ایک کے متعلق تفصیلی احکامات دیئے ہیں[6]۔ سورۃ النساء میں فرمایا گیا۔

> یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃٍ وخلق منھا زوجھا وبث منھا رجالا کثیرا ونسا واتقواللہ الذی تستائ لون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیباo[7]

اے لوگوں! ڈرو اس ذات سے جس نے تمہیں پیدا کیا ایک ہی نفس سے اور اس سے اس کا جوڑا پیدا کیا۔ اور پھر ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں اور اس ذات کا تقویٰ اختیار کرو جس کے نام کا صلہ رحمی کے وقت

تم واسطہ دیتے ہو۔بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔

حقیقت ہے کہ معاشرے کی ابتداء خاندانی تنظیم سے ہوئی اور خاندان کی ابتداء مرد وعورت کے باہمی تعلق سے ہوئی جن کے تعلق کی اینٹیں باہمی محبت واخوت (نکاح) کے ساتھ خالق کائنات نے مضبوط کیں[8] قرآن میں فرمایا گیا۔

یاایہاالناس اِنا خلقناکم من ذکر وانثی و جعلنا کم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عنداللہ اتقکم o[9] "لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنادیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔در حقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔

دین وشریعت میں آج سے چودہ سو سال قبل عقائد وعبادات کے ساتھ ساتھ جو معاشرتی ضوابط اور خاندانی اقدار ملت اسلامیہ کو دیئے گئے۔وہ ایک نعمت غیر مترقبہ ہیں، خاندانی نظام کے تمام دائروں میں ایک احترام اور پاکیزگی جھلکتی ہے، نکاح عفت و عصمت کے حصار میں پناہ گزیں ہونے کا نام ہے جس میں میاں بیوی کے درمیان ایک پائیدار محبت کے حوالے سے ایک مثبت مستحکم خاندانی نظام تیار ہوتا ہے۔جس میں عورت کو خصوصی امتیاز اور حقوق حاصل ہیں جس کے باعث وہ مرد کی عزت وآبرو کی محافظ اور اس کی اولاد کی تربیت کی ضامن ہے چودہ صدیاں گزر گئیں،ابلیسی تہذیب نے خاندان کی اس پاکیزگی کو ہر بار تباہ کرنے کے لاکھوں جتن کئے مگر وہ اس صالح معاشرت کے متمدن نظام کو شکست دینے میں ناکام ہے۔بیسویں صدی میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی ایجادات واختراعات نے اسلامی معاشرت پر ایک سے ایک نیا شبخون مارنے کی کوشش کی مگر خاندانی نظام کی اس صالح اساس کو وہ ابھی تک تباہ کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکا،امت مسلمہ اس صالح معاشرتی ضابطے پر جس قدر شکر ادا کرے وہ کم ہے۔[10] قرآن میں خاندان کا تذکرہ بار بار کیا گیا ہے کیونکہ خاندان معاشرے کی بنیادی اکائی ہے اس کا ذکر مختلف سورتوں میں مختلف الفاظ میں کیا گیا ہے [11] خاندان کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ بار بار یہ لفظ مختلف صورتوں میں استعمال کیا گیا۔اسی وجہ سے قرآن مجید میں خاندان کے استحکام کی طرف خصوصی توجہ دی گئی ہے تاکہ اس کی تعلیمات کی روشنی میں ایک مستحکم اور صالح معاشرہ وجود میں آئے جو انفرادی واجتماعی حقوق وفرائض کے تحفظ کی ضمانت فراہم کرے۔[12] معاشرتی استحکام کی بنیاد خاندانی ہم آہنگی ہے جس معاشرے کے خاندانی نظام میں عورت و مرد کے تعلقات پر کوئی پابندی نہ ہو، بچے خاندان کا لازمی جزو نہ ہوں اور بزرگوں کا احترام نہ ہو وہ معاشرہ بے راہ روی اور

مجرمانہ تغافل کا شکار، شفقت و رحم سے عاری اور انسانی ہمدردی سے خالی ہو جاتا ہے۔ علمائے معاشرہ کے مطابق خاندانی ہم آہنگی فرد کے جذباتی تحفظ کا باعث بنتی ہے۔ دورِ حاضر کے معاشرتی انتشار کا سبب ہی خاندانی بد نظمی ہے باہمی تعلقات میں غیر ذمہ داری، طلاق کی کثرت، ضبط تولید اور بوڑھوں سے عدم التفات وہ برائیاں ہیں جنھوں نے استحکام و سکون کو ختم کر دیا ہے اور دور حاضر کا انسان اکثر و بیشتر اخلاقی خوبیوں سے عاری دکھائی دیتا ہے۔[13] خاندان کو مستحکم کرنے میں میڈیا کا بھی اہم کردار ہے اور اس کو منتشر اور کمزور کرنے والے بھی یہی عوامل ہیں۔ جو عوامل خاندان کے معاشرتی ادارے کو متاثر کر رہے ہیں ان میں سوشل میڈیا سر فہرست ہے انٹرنیٹ موجودہ دور کی ایسی حیران کن ایجاد ہے جس کا تصور بھی گزشتہ صدی کے آغاز کے انسان کے لیے ناممکن تھا۔ گزشتہ نصف صدی کے دوران اطلاعاتی تکنیک نے خاص طور پر کمپیوٹر کے توسط سے جو تیز رفتار ترقی کی ہے اس کی نظیر ماضی قریب یا بعید میں کہیں بھی نہیں ملتی، انٹرنیٹ نے قلیل ترین مدت میں تمام روایتی ذرائع ابلاغ پر اپنی برتری ثابت کر دی ہے اور معلومات کی آزادانہ، فوری اور سستی ترسیل مہیا کر کے اس دنیا کے باسیوں کو نہ صرف اپنا گرویدہ بنا دیا ہے بلکہ پوری دنیا کو ایک عالمی معاشرے Global) Village میں تبدیل کر دیا ہے۔ انٹرنیٹ پر زندگی کے جس شعبے سے بھی متعلق معلومات مطلوب ہوں وہ یہاں حاصل کی جا سکتی ہیں۔ تعلیم و تدریس ہو یا تفریح، کاروباری سرگرمیاں ہوں یا خریداری کا معاملہ ہو، بیرون یا اندرون ملک دوست احباب اور رشتہ داروں سے بات چیت کرنا ہو یا نئے اور اجنبی لوگوں سے ملاقات کرنا ہو غرض زندگی کے کسی بھی پہلو کو انٹرنیٹ نے تنہا نہیں چھوڑا، انٹرنیٹ جیسے آزاد مواصلاتی نظام کی حیرت انگیزیاں یہ ہیں کہ اس کا کوئی مرکزی منتظم نہیں ہے، مرکزیت نہ ہونے کے باعث یہ عالمی رابطے کا نظام کسی بھی قسم کے اصول و قوانین اور قواعد و ضوابط سے بالاتر ہے ہر شخص معلومات حاصل کرنے میں آزاد ہے۔[14] آج دنیا میں رہنے والے کروڑوں انسان اس جدید ٹیکنالوجی کے محتاج ہو کر رہ گئے ہیں۔ اس کی وجہ سے دنیا گلوبل ویلج کی شکل اختیار کر گئی ہے کیونکہ اس نے فاصلوں کو سمیٹ کر رکھ دیا ہے، کمپیوٹر پر کمیونیکیشن انٹرنیٹ کے ذریعے ہوتی ہے، اگر ہمارے پاس کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کنکشن ہے تو ہم گھر بیٹھے دنیا بھر سے معلومات حاصل کر سکتے ہیں پوری دنیا کو دیکھ سکتے ہیں۔ یہاں تک کہ خریداری بھی کر سکتے ہیں اور گھر بیٹھے ہی کسی غیر ملکی تعلیمی ادارے میں داخلہ بھی لے سکتے ہیں ان خصوصیات کی وجہ سے موجودہ دور اس پیغام رسانی کا سب سے اہم اور موثر ترین ذریعہ کمپیوٹر اور انٹرنیٹ ہی ہے۔[15] ویسے تو انٹرنیٹ بہت سی خصوصیات کا مجموعہ ہے لیکن اس کی چار خصوصیات اسے ہر چیز سے ممتاز کرتی ہیں وہ یہ ہیں جدید ترین معلومات، تیز ترین معلومات، سستا ترین طریقہ اور

استعمال میں آسان ترین۔

Millions of the people throughout the world have access to the internet they use it to communicate Each other [16]

سوشل میڈیا سے کیا مراد ہے؟/سوشل میڈیا ایک تعارف:

A social Network in an online community where people across the global (irrespective of demographic and geographic differences) can develop network with other organization or individual for some purpose. It creates a chain of linked entities (individual, communities, forum, etc) like a tree with multiple, nodes and branches. These branches are various groups, communities, forums that and individual intends to join. Hence, a social network represents relationships between nodes (people) and flows between branches. Social network site is also a great source of business communication as companies can access to the target audience about their products, and services. Usually, the majority of people portray their images on these sites as ideal and perfect one which allows the users to realize their day dream in useful and controlled manner. One of the main uses to join the social networking sites is to establish and maintain the online relations with others without any geographical and demographical restrictions[17]

سوشل میڈیا ایک ایسا نیٹ ورک ہے جس کی وجہ سے معاشرے کے افراد ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں اور اس میڈیا کی وجہ سے اور زیادہ قریب ہونے کے مواقع ملتے ہیں

The mass adoption of social networking sites points to an evolution in human social interaction. A research work indicates that social networking in very ancient in its history than internet and mass communication, provided the limitless opportunities for interaction[18]

On basis of usage and purpose, we can safely divide social networking sites (SNS) in fivecategories, Socializing online communities (or put, Face book, My Space, twitter, etc) Business networks. (Linked in , Xing video), On line matchmaking / dating communities (match.com, etc), Sharing interest networks.

(Filbert, Last, fm. You Tube) Alumni networks (Facebook. Or put, etc.[19]

Social networking sites such as Facebook are structured around the principle of sociality, the relations between self and others. These relations are conceptualized as friendship not only in friendship the name given to the social connections between users on Facebook[20]

میڈیا کی چار کیٹگریز ہیں پرنٹ میڈیا، الیکٹرانک میڈیا، کلاسیکل میڈیا اور سوشل میڈیا اور یہ میڈیا داخلے کے

لیے آسان ترین شعبہ اور چلانے کے حوالے سے کم ترین لاگت کا حامل ہے کیونکہ ایک ہی شخص جس کے پاس کمپیوٹر ہو اور جو انٹرنیٹ کے ساتھ منسلک ہو وہ آسانی کے ساتھ ایک ویب سائٹ یا بلاک آپریٹ کر سکتا ہے

Social media is the convergence of publishing and communications. It's not enough to talk about communication alone[21]

روابط Social انٹرنیٹ (سوشل میڈیا) ایجاد کرنے والوں کا بنیادی نقطہ نظریہ تھا کہ ایسا میڈیا ہونا چاہیے جو کسی بھی قسم کی حکومت، ملک، گروپ یا گروہ کے کنٹرول سے آزاد ہو لہٰذا انٹرنیٹ زندگی کے تمام شعبہ جات میں فائدہ مند بھی ہے اور نقصان دہ بھی۔ ان مثبت پہلوؤں کے ساتھ ساتھ سوشل میڈیا کے فوائد کم اور مسائل زیادہ ہیں فحاشی، عریانیت انسانی قدروں کی پامالی اور اخلاق سوز حرکتیں انسانی معاشرے میں ان مختلف ذرائع ابلاغ کے ذریعے جاری و ساری ہو جاتی ہیں۔ امن و چین سے معاشرہ محروم ہو جاتا ہے عزت و آبرو داؤ پر لگ جاتے ہیں اور اخلاقی اقدار کی پامالی ہوتی ہے"۔[22]

سوشل میڈیا کے اثرات کا جائزہ:

سوشل میڈیا کے معاشرے پر اثرات دیکھتے ہیں۔ سوشل میڈیا کے استعمال کرنے والے 18 سال سے 35 سال کی عمر کے افراد کی تعداد کروڑوں میں ہے۔

گلوبل ویلج کا تصور:

سوشل میڈیا کی بدولت نشریات کا ایسا جال بچھ گیا ہے کہ وسیع و عریض دنیا گھر آنگن اور ڈرائنگ روم میں سمٹ کر آگئی ہے آج گھر کی کھڑکیوں (Network) کے ذریعے پورے عالم کا نظارہ کیا جا سکتا ہے۔[23] ترسیل و ابلاغ کے سلسلے میں ہونے والے تحقیقی مطالعوں اور اس کی تکنیک میں روز افزوں ترقی نے عالمی برادری (Global Community) کے امکانات کو بڑی حد تک روشن کر دیا ہے، ترسیل و ابلاغ کا عمل کبھی بھی سماج اور ثقافت کے تصور کے بغیر ممکن ہی نہیں اس لیے عصری سماجی نظام اور طبقاتی حوالوں ساتھ ایک ذیلی ثقافت سے دوسری ذیلی ثقافت کے ذریعے متاثر ہوتا ہے "سوشل میڈیا (تعلقات عامہ) کا بنیادی مقصد سچائی معلومات مکمل اور مصدقہ اطلاعات کی بنیاد پر دوطرفہ افہام و تفہیم کا بہاؤ جاری رکھنا ہے۔"[24] اطلاعاتی ٹیکنالوجی (سوشل میڈیا) کے فروغ نے عوامی ذرائع ابلاغ کا مستقبل سنوار دیا ہے آج نہ صرف سماجی اور "سیاسی اطلاعات کی عوام تک رسائی آسان ہو چکی ہے بلکہ مستقبل میں اقتصادی تعلیمی، نفسیاتی، انتظامی، سائنسی اور طبّی شعبہ جات سے عوام کا رشتہ اس کے ذریعے

جسب ضرورت مضبوط ہوتا چلا جائے گا۔"[25] ترسیل وابلاغ کے سلسلے میں ہونے والے تحقیقی مطالعوں اور اس کی تکنیک میں روز افزوں ترقی نے عالمی برادری (Global Community) کے امکانات کو بڑی حد تک روشن کر دیا ہے یہاں ہزاروں مباحثہ فورم بھی موجود ہیں اور وہ سب کچھ بھی جس سے ہم اپنے بچوں کو اخلاقی اور معاشرتی طور پر بچانا چاہتے ہیں۔"سوشل میڈیا نے ہماری سیاسی، سماجی، معاشی اور ثقافتی زندگی میں انقلاب برپا کر دیا ہے اور میڈیا کی بدولت ہی دنیا ایک عالمی گاؤں (golbal village) میں تبدیل ہو چکی ہے"۔[26] ترسیل وابلاغ کے سلسلے میں ہونے والے تحقیقی مطالعوں اور اس کی تکنیک میں روز افزوں ترقی نے عالمی برادری (Global Community) کے امکانات کو بڑی حد تک روشن کر دیا ہے۔

غیر محفوظ معاشرہ:

جنیوا کا ویو مشہور کمپنی اے او ایل کے والدین پروجیکٹ کے معاون خصوصی ہیں وہ کہتے ہیں لوگ عموماً جب اپنے بچوں کو کمپیوٹر پر کام کرتے دیکھتے ہیں اور وہ یہ سوچتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ کیا ہو سکتا ہے؟ اگر بچہ انٹرنیٹ پر ہے تو اور زیادہ خطرے والی بات ہے یہ ایسا ہی ہے جیسے آپ اپنے بچے کو گنجان آباد شہر کی گلیوں میں تنہا چھوڑ دیں جو آپ حقیقت کی زندگی میں ایسا نہیں کریں گے لہٰذا امریکہ میں ایسی کمپنیاں ایجاد ہو گئی ہیں جو انٹرنیٹ سکیورٹی کے نام سے والدین کو مشورے دیتی ہیں۔ جس میں بہترین طریقہ یہی ہے کہ اپنے بچوں پر نگاہ رکھے کہ وہ کیا دیکھ رہا ہے؟ جب نوجوان یا بچے اپنا ای میل ایڈریس اجنبیوں کو دے دیتے ہیں جس کے نتیجے میں انہیں دھمکی آمیز خطوط اور فون کالز ملنے لگتی ہیں اس لیے نیٹ کی دنیا میں کسی کا کچھ پتہ نہیں کہ جن کو آپ دوست بنائیں ہو سکتا ہے وہ جرائم کا بے تاج بادشاہ ہو کیونکہ اس میڈیا پر جرائم بآسانی کیے جاتے ہیں[27]۔ انٹرنیٹ میں کسی قسم کی کوئی نگرانی نہیں اور نہ ہی کسی قسم کی چھان پھٹک کا سلسلہ ہے اس کا مطلب ہے کہ کسی قسم کا سنسر بھی نہیں لہٰذا اس کی مثال کسی بڑے شہر کی سی ہے وہاں ایسی گلیاں ہیں جن میں کچھ خاندان اپنے آپ کو محفوظ و مطمئن سمجھتے ہیں مگر کچھ دوسری ایسی گلیاں بھی ہیں جہاں وہ اپنے بچوں کو نہیں لے جانا چاہتے، یہی معاملہ انٹرنیٹ کا بھی ہے۔[28] بچوں پر انٹرنیٹ کی غیر اخلاقی سائٹس تک پہنچنے سے محفوظ رکھنے کا قانون بنایا جا رہا ہے ملائشیا کی ریاست سیلانگور میں انٹرنیٹ کیفیز میں جوئے قمار بازی فحش سائٹس کے خلاف کارروائی کے لیے قانون سازی کی جا رہی ہے[29] ایسی کتنی ہزاروں غیر اخلاقی سائٹس موجود ہیں ان میں سے ہر ایک کو بلاک نہیں کیا جا سکتا لیکن چیک سسٹم لاگو کیا جا سکتا ہے۔

ناجائز آمدنی کی طرف رغبت

ذرائع ابلاغ کے موجودہ دور سے قبل افراد میں قناعت اور محدود ضرورتوں کا تصور تھا تھوڑا ملنے پر شکر گزار تھے اکثر نگاہیں اپنے سے اوپر والوں کی بجائے نیچے والوں کی طرف ہوتی تھیں، لامحدود ضرورتیں آمدنی کے ناجائز ذرائع اختیار کرنے پر اکساتی ہیں، قناعت پسندی کے جذبات ختم ہو رہے ہیں۔ معاشرتی بے راہ روی کے ساتھ ساتھ تیزی سے بڑھتی ہوئی مادیت پرستی، جاہلانہ معاشرتی رسوم ورواج اور بڑھتا ہوا معاشی عدم توازن وہ بڑے عوامل ہیں جو گھریلو زندگی کو تلخیوں کا شکار بنا رہے ہیں ان چیزوں کو ہوا دینے میں میڈیا کا کردار بہت اہم ہے[30]۔ فیس بک پر جعلی اکاؤنٹ بنا کر لوگوں کو دھوکا دیا گیا اسی طرح ای میل یا سوشل میڈیا اکاؤنٹ ہیک کر کے لوگوں کی ذاتی معلومات تک رسائی حاصل کی گئیں اور دولت حاصل کرنے کے لیے بچوں کے اغواء کا سلسلہ شروع ہوا۔[31] سوشل میڈیا پر پر تعیش زندگی کے لیے لمحہ لمحہ اشتہارات کی پٹی چلتی رہتی ہے اور ناظرین کے دل کے اندر حرص و ہوس کو ابھارا جاتا ہے جس کے نتیجے میں۔ حلال و حرام کی تمیز ختم ہو گئی ہے۔ شکوہ کیا جانے لگا ہے۔ والدین سے لڑائی جھگڑا ہونے لگا ہے اور حلال و حرام کی تمیز اٹھتی جا رہی ہے۔ خاندان کے خاندان کریڈٹ کارڈ کے جال میں پھنس چکے ہیں اور یوں ہر خاندان غیر محسوس انداز میں سود کی لعنت میں مبتلا ہو چکا ہے۔[32]

طرز حیات پر اثرات:

انٹرنیٹ اور ای میل نظام سے پوری دنیا کے عوام و خواص کا انتہائی گہرا تعلق محسوس ہوتا ہے جس طرح جسم کا روح سے ہے گویا یہ نظام زندگی کا ایک اہم حصہ ہی نہیں بلکہ طرز حیات بن چکا ہے۔ ہمارے ملک میں انٹرنیٹ کیفے کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے اور ان میں نوجوانوں جن میں لڑکے اور لڑکیاں شامل ہیں کا جم غفیر دکھائی دیتا ہے۔ کل تک یہ نسل اسٹڈی روم میں محدود تھی اب سر بازار چیٹنگ اور ڈیٹنگ میں مصروف ہے اب اس کے ہاتھ میں قلم نہیں، ''ماؤس'' ہے، سوشل میڈیا کے ذریعے رابطہ ایک خفیہ نظام ہے ایک ایسا طرز حیات ہے جو علیحدگی پسندی کو نشوونما دیتا ہے۔ محکمہ ڈاک کے ذریعے گھر آنے والے خط سے گھر کا ہر فرد واقف ہوتا تھا جبکہ ای میل کے خفیہ نظام نے اب اس صورتحال کو یکسر بدل دیا ہے اب کسی بھی میل ایڈریس پر 70% سے زائد Unsolicited emails بھیجے جا رہے ہیں جس میں شرمناک مواد قابل اعتراض تصاویر اور دھوکا فریب دینے والی خفیہ میل کی بھرمار ہوتی ہے ان خفیہ اور فریب میں مبتلا کرنے والے حسین جال کی سحر انگیزی اتنی دلفریب ہے کہ اسے نشہ آور اشیاء سے

زیادہ خطرناک اور تباہ کن کہا جاسکتا ہے۔[33]

غیر حقیقی زندگی کا رجحان:

میڈیا معاشرے میں فرار کے رجحان کی حوصلہ افزائی کرتا ہے؟ کچھ لوگ پہلے ہی کمپیوٹر پر گپ شپ، کھیل اور زیادہ سے زیادہ مضحکہ خیز سرگرمیوں پر وقت اور پیسہ لگا رہے ہیں کیا آئندہ زندگی کمپیوٹر پر ان بے معنی سرگرمیوں میں وقت گنوانے میں گذارے گی؟ جب غیر حقیقی حقیقت، حقیقت سے زیادہ معقول ہو جائے گی تو کیا ہوگا؟ کیا لوگ حقیقی زندگی کے معمولات چھوڑ کر ذرائع ابلاغ کی مصنوعی اور غیر حقیقی دنیا میں گم ہو جائیں گے یہ سب معمولات سنجیدگی سے جواب طلب ہیں۔[34] میڈیا ہماری زندگی کے ہر شعبے پر اثرانداز اور حاوی ہو رہا ہے خواہ سماجی میدان ہو یا سیاسی ثقافت کا یا تعلیم کا، اس کا اثر وسیع اور دیرپا ہے مجموعی طور پر ہر شخص باخبر رہنا چاہتا ہے۔ وہ حالات ملک کے ہوں یا شہر کے اس کے علاوہ پوری دنیا کے بھی اہم واقعات جاننا چاہتا ہے۔[35] میڈیا سے "جیسے چاہو جیو" مستی موج میلہ" جیسے پروگرام معاشرے پر نہایت منفی اثرات مرتب کر رہے ہیں اس طرح گلیمر پوش کلاس کے نمائندہ پروگرام "اشتہارات میں بے پناہ پر تعیش مصنوعات کی بھرمار نے عام آدمی کے لیے گزر بسر مشکل تر کردی ہے سادگی اور قناعت گھروں سے رخصت ہو رہی ہے بہت بڑی تعداد میں خواتین کو معاشی ضرورت کے لیے گھروں سے نکال رہی ہے اور پورا گھرانہ بالخصوص بچے نظرانداز ہو رہے ہیں اور گھریلو تلخیاں بڑھ رہی ہیں۔[36]

معاشرے میں تشدد کا فروغ:

مشہور امریکی ماہر نفسیات کے مطابق میڈیا پر بچوں اور نوجوانوں کو جو کچھ فراہم کیا جارہا ہے اور جس طرح سے تشدد اور فحاشی کے مناظر ان کے ذہن پر نقش کیے جاتے ہیں وہ ایک طرح کا معاشرتی زہر ہے۔ (Social Toxicity) ہے اور بچوں پر تشدد کے مناظر دیکھنے کے اثرات زہر آلود ہیں۔[37] جب بچہ 18 سال کا ہو جاتا ہے تو وہ میڈیا پر تشدد مناظر میں 40,000 قتل اور 20,000 مار دھاڑ پر مبنی مناظر دیکھنے کا شاہد ہوتا ہے۔ اکثر بچوں پر سوشل میڈیا کے ذریعے تشدد اور جرائم کی ویڈیوز دیکھ کر ان پروگراموں کا شدید اثر ہوتا ہے ان میں سے اکثر فرسٹریشن اور ڈیپریشن کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اور جن اداکاروں اور ماڈلز کو اپنے لیے رول ماڈل بنایا ہوتا ہے انہی جیسی زندگی گزارنے کے آرزومند ہو جاتے ہیں اور ناکامی کی صورت میں کئی نفسیاتی الجھنوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔[38] اسی وجہ سے یورپین معاشرے میں آئے روز چھوٹے بچے یا کوئی ڈپریس انسان اسلحہ لے کر سینکڑوں افراد کو موت کے گھاٹ اتار

دیتا ہے۔

فحاشی و عریانی اور بے راہ روی میں اضافہ:

برطانوی ماہرین نے انٹرنیٹ کے ذریعے فحاشی اور جنسی رجحان کے فروغ سے نئی نسل کی اخلاقی قدروں کی تباہی کی نشان دہی کی ہے اور انٹرنیٹ کو اس کا سب سے بڑا ذریعہ قرار دیا ہے۔بی بی سی کی رپورٹ کے مطابق گھریلو خواتین اور عام مرد انٹرنیٹ کی وجہ سے بے راہ روی کا شکار ہو رہے ہیں۔ پاکستانی میں اس مفید ایجاد سے فائدہ اٹھانے کی بجائے فضول تفریح کے لیے استعمال کرتے ہیں ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان میں سب سے مقبول ویب سائٹ فیس بک ہے جس کے لاکھوں سے زائد پاکستانی ممبر بن چکے ہیں جبکہ یوٹیوب نامی ویب سائٹ کو 75 فیصد انٹرنیٹ استعمال کرنے والے پاکستانی استعمال کرتے ہیں۔اور مفید وڈیوز کی بجائے فحش وڈیوزان کی توجہ کا مرکز بنتی ہے۔اسی طرح نیٹ لاگ (Netlog) فلکر (Filker) اور فوٹو لاگ ہے جو پاکستانی افراد میں سب سے زیادہ مقبولیت رکھتی ہے۔[39] انٹرنیٹ سرچ انجن گوگل کی ایک رپورٹ کے مطابق غلط ویب سائٹس میں جانے والے ممالک میں پاکستان کے انٹرنیٹ استعمال کرنے والے سب سے آگے ہیں۔[40] یہ صاف ظاہر ہے نوجوان یا کسی بھی عمر کے افراد انٹرنیٹ کا اس قسم کا منفی استعمال کریں گے تو معاشرے میں ابتری تو آئے گی ہی اور خاندانی اقدار بھی اسی حساب سے متاثر ہوں گی۔ کیلی فورنیا کے تصورات کو کہ جن میں بڑی آزاد روی ہے یا ٹینیسی (Tennessee) کے تصورات کو کہ جس میں بڑی قدامت پسندی ہے، سوشل نیٹ ورک سسٹم میں (virtual Social Environment) میں اس بات کی صلاحیت موجود ہے کہ ان میں ایک ہزار سے زائد صارفین (Users) آپ سے ایک ہی وقت میں رابطہ قائم کر سکیں۔ وہاں پر انٹرنیٹ استعمال کرنے والا نوجواں، اخلاقی لحاظ سے گری ہوئی حرکات کے مظاہرے بھی کرتے ہیں مثلاً خیالی ماحول میں غنڈہ گردی، لڑائیاں، گالم گلوچ اور شرمناک حرکات وغیرہ اور یہ سب کچھ تین جہتی Three dimensional ماحول میں ہوتا ہے جہاں زیادہ سے زیادہ انسانی جسم کی نمائش کی جاتی ہے۔[41] سوشل میڈیا کے ذریعے جو فحش ویب سائٹس بچے دیکھتے ہیں اس کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں یعنی پر تشدد بہلانے پھسلانے والی گفتگو اور غلط حرکات وغیرہ۔[42] کمپیوٹر کے مجرم افراد (cyber criminals) آن لائن بھیڑیئے (online wolves) ان سب میں ایک بات مشترک ہے کہ یہ سب لوگ اپنے انسانی شکار پکڑنے کے لیے "ایک آنکھوالے دجال کے ایجنٹوں" کو استعمال کرتے ہیں یہ انٹرنیٹ کے مجرم آن لائن ڈیٹنگ سائٹس (online dating

services)انٹرنیٹ گیمز online rock Playing gamesاور یاہو گروپس کو بھی اپنے شکار پکڑنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ اگر کوئی شخص انٹرنیٹ پر اپنی نقلی شناخت (fake online identity) بنائے تو اس کی اصلیت جانچنے کے معاملے میں یہ تمام ویب سائٹس بے بس ہیں مثلاً بیلجیئم سے شروع ہونے والی مشہور سوشل نیٹ ورکنگ ویب سائٹ نیٹ لاگ (Net log) کے پورے یورپ میں 56 ملین سے زیادہ استعمال کرنے والے ہیں اور نیٹ لاگ نے اس معاملے میں بر ملا اپنی بے بسی کا اعتراف کیا ہے[43]

کرہ ارض پر تفریح اطلاعات اور معلومات کا سیلاب آیا ہوا ہے ہم اس سیلاب میں تیر رہے ہیں اور معلومات و اطلاعات آج کے اس سٹیلائٹ ٹرانسمشن کے دور میں بارش کے قطروں کی طرح برس رہی ہیں۔ ہم اطلاعات وصول نہیں کرتے بلکہ ہم ان کا شکار ہیں۔[44] فحاشی کو فروغ دیا جاتا ہے۔بے حیائی کا کھلے عام مظاہرہ، غیر ضروری اور بے معنی استعمال اور وقت کا ضیاع اور غیر رسمی تعلقات کا استوار کرنا۔[45]

میڈیا کا نفسیاتی اثر:

دنیا میں ہمیشہ سے میڈیا کا اہم کردار رہا ہے۔ زمانہ قدیم میں سچ جھوٹ اور افواہیں اپنے انداز سے رائج تھیں، آج کے زمانہ میں سب سے زیادہ ترقی میڈیا نے کی ہے جس طرح انسان کا جسم ملاوٹ شدہ چیزیں کھانے سے بیمار ہو جاتا ہے بالکل اسی طرح میڈیا کی ملاوٹ شدہ خبروں/کہانیوں سے انسان کا ذہن بیمار ہو جاتا ہے خبر کا تاثر اچھا یا بُرا نہایت تیزی سے اثر کرتا ہے اور زیادہ دیر تک قائم رہتا ہے۔[46] میڈیا لوگوں کے سوچنے سمجھنے اور طرز عمل پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ٹی وی کمپیوٹر اور پھر انٹرنیٹ انسان کے ذہن کو کسی خیالی(virtual world) میں لے جاتے ہیں جس کی وجہ سے یہ ان لوگوں کی معاشرے کے دیگر افراد سے میل ملاقات نہایت کم ہو جاتی ہے۔ انٹرنیٹ، آئی پاڈ، کمپیوٹر گیمز وغیرہ نے معاملے کو بدتر کر دیا ہے۔انسانی رشتے بھی جس کی وجہ سے متاثر ہوئے ہیں۔ نفسیاتی طور پر انٹرنیٹ چیٹ رومز، فوری مسیجنگ اور سوشل نیٹ ورکنگ ویب سائٹس (مثلاً فیس بک، ٹویٹر، مائی ویبس، فرینڈ سنٹر وغیرہ)اپنے استعمال کرنے والوں کو نظر کا دھوکہ دینے کے علاوہ عمر کا دھوکہ بھی دیتے ہیں۔

خودکشی کے رجحان میں اضافہ

آسٹریلیا میں خودکشی کے طریقے بتانے والی ایک ویب سائٹس نے زبردست خوف وہراس پھیلایا، اس سائٹس پر ایسے لوگوں کے بارے میں معلومات بھی ہیں جو خودکشی کرنے کا ارادہ رکھتے.... ۔[47]

خاندان کی شکست وریخت:

سوشل میڈیا کے استعمال کی وجہ سے افراد خانہ ایک دوسرے سے دور ہوتے چلے جاتے ہیں۔ پہلے بزرگوں کے پاس بیٹھا جاتا تھا بچے دادا دادی کو وقت دیتے تھے اولاد ماں باپ کے پاس بیٹھ کر باتوں کا خیالات و تجربات کا تبادلہ کیا جاتا تھا لیکن اب ہر کوئی موبائل پر مصروف ہے کمپیوٹر یا لیپ ٹاپ کی سکرین پر نظریں گاڑے بیٹھا ہے اور گھر کے اندر بزرگ تنہائی کا شکار ہیں۔ مغربی تہذیب خاندان کے وجود کو چر کے دیتے ہیں اس کے نتیجے میں عورت کو تنہائی کے عذاب میں مبتلا کر دیا ہے تاہم ہمارے ہاں کی عورت تہذیبوں کی کشمکش میں ایک دوراہے پر کھڑی ہے۔ مرد اور عورت دونوں سوشل میڈیا کے غیر ضروری استعمال میں مصروف رہتے ہیں اور ایک دوسرے سے دور ہوتے چلے جاتے ہیں۔ معلومات کی نئی تکنیکس نے گھر گھر دفتر بنا دیا ہے جس کی وجہ سے میاں بیوی سے دور اور بیوی میاں سے دور ہو رہے ہیں۔[48] کمپیوٹر اور اس سے متعلقہ میڈیا اپنی زندگی کا وقت صرف کرنے کی بنا پر ہم یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ "انٹرنیٹ کے دور کی نسل کے لوگ اپنی زندگی کے تقریباً 20 سال کمپیوٹر کے سامنے بیٹھ کر انٹرنیٹ پر کام کرتے ہوئے گزارتے ہیں۔[49] میڈیا کے استعمال کے دوران جب ناجائز دوستیاں حد سے آگے گزر جاتی ہیں تو بچوں والی عورتیں اور شادی شدہ مرد بھی اپنی عائلی زندگی کو داؤ پر لگا دیتے ہیں اور پر سکون اور مطمئن گھرانے جہنم بن جاتے ہیں۔ فیس بک کا استعمال سماجی رابطے کے لیے سب سے زیادہ کیا جاتا سوشل میڈیا کی فہرست میں فیس بک صف اول کا سوشل نیٹ ورک ہے اس نیٹ ورک کے ذریعے کروڑوں لوگ تبادلہ خیالات اور معلومات کا تبادلہ کرتے ہیں پاکستان کے اندر 80 لاکھ سے زائد افراد اس کا استعمال کرتے ہیں لوگ زیادہ تر تصاویر اور اپنی فیملی ویڈیوز پوسٹ کرتے ہیں جو بعد میں کسی غلط فہمی کا باعث بھی بن سکتی ہیں۔ باہمی رشتے ناطوں میں بڑھتی ہوئی دوریاں اور خاندان میں انتشار کی صورتحال اسی کا نتیجہ ہے۔ فیملی کے اندر والدین کو اس چیز کا اندازہ ہی نہیں ہوتا کہ ان کے بچے سوشل میڈیا سے علمی معلومات حاصل کر رہے ہیں یا فحش رسالے اور فحش ویب سائٹس سرچ کر رہے ہیں یا پھر غیر اخلاقی دوستیاں پروان چڑھا رہے ہیں۔ 100 میں سے 80% نوجوان فحش سائٹس کا استعمال کرتے ہیں اور حیرت کی بلکہ تعجب کی بات یہ ہے کہ سب سے زیادہ وزیٹر بھی ان سائٹس کے ہی ہیں۔ اب ڈیجیٹل ٹونز سے خبریں اور اطلاعات جس تیزی سے اور جتنی بڑی تعداد میں پھیلائی جاتی اس میں کوئی دورائے نہیں، تاہم اگر اس سے بڑے والے اثرات کی بات کی جائے تو منفی اور مثبت دونوں پہلو ہی سر ابھارتے نظر آتے ہیں۔[50] مغرب اپنے ہاں تہذیب

واخلاق اور شرم وحیاء کے تمام اصول وضوابط پار کر چکا ہے اور اخلاقی پستی کی اتھاہ گہرائیوں میں گر چکا ہے۔اسی طرح وہ چاہتا ہے کہ تمام دنیا بالخصوص عالم اسلام جس میں بڑی حد تک معاشرتی اخلاقی اور تہذیبی اقدار موجود ہیں۔۔اپنے اس بے لگام عریانیت پر مبنی کلچر کو فروغ دیا جائے اس لیے سوچی سمجھی پلاننگ کے تحت انٹرنیٹ کی ابتداء سے ہی اس پر ٦٠ فیصد سے زائد فحاشی کی اشاعت میں مصروف اداروں کی اجارہ داری ہے[51]۔انفارمیشن ٹیکنالوجی میں انٹرنیٹ ایک نہایت طاقت ور ذریعہ ہے عرب مسلم معاشروں میں خاص طور عورتوں کی ''نیٹ'' تک رسائی کے راستے میں متعدد رکاوٹیں ہیں، نئی نسل کے لڑکے لڑکیوں کو انٹرنیٹ کی بھوک بری طرح اپنی جانب کھینچ رہی ہے اور ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ مسلمانوں میں آدھی آبادی، ١٧سال سے کم عمر کے لوگوں پر مشتمل ہے، ان میں انٹرنیٹ تک بڑے پیمانے پر رسائی کے لیے امکانات پیدا کرنا،امریکی ثقافت اور اقدار کو مسلم معاشروں میں پیوست کرنے میں خصوصی طور پر معاون ثابت ہوگا۔مغربی دنیا کا پروگرام ہے کہ امریکی حکومت انٹرنیٹ کو عرب اور مسلم دنیا کے عوام میں پھیلانے کے لیے لگن سے کام کرنے کا منصوبہ بنانا چاہیے۔یہ سہولت صرف شہروں تک محدود نہیں رہنی چاہیے بلکہ اسے ان دیہات تک بھی پہنچا دینا چاہیے جہاں امریکی مخالف جذبات نسبتاً کم ہیں اس ضمن میں این جی اوز سے مدد لینی چاہیے ہمیں انٹرنیٹ اور کمیونیکیشن ٹیکنالوجی کی ترویج کے لیے بجٹ کا عظیم حصہ مختص کرنا ہوگا۔[52]

اقدار وروایات کا خاتمہ:

ماں باپ نوجوان نسل سے غافل ہوئے جارہے ہیں اور نوجوان نسل سوشل میڈیا کے جال میں پھنستا چلا جارہا ہے اس کے سبب اخلاقی انحطاط، ملی و فکری زوال بھی آرہا ہے، مغرب کی اندھی تقلید اور اس کے پیچھے چلنے کی خواہش اور ہوڑ انہیں جدیدیت کا متبادل لگنے لگی ہے ان نوجوانوں کی پوری زندگی اور رہن سہن ان سے متاثر دکھائی پڑ رہی ہے جس میں کھانے پینے سے لے کر رہنے سہنے یہاں تک کہ بول چال تک تمام ہی چیزیں مجموعی طور پر شامل ہیں، بچے نشہ آور اشیاء کے انداز میں اسے اپنا رہے ہیں۔انہیں شراب پیتے ہوئے گٹکا کھانے اور اسی طرح سے گانجہ، سگار، ہیروئین جیسی مضر صحت اشیاء کا استعمال کرتے ہوئے بھی کسی قسم کا خوف محسوس نہیں ہوتا۔[53] معاشرے کے اندر دھوکہ دہی عام ہوتی چلی جارہی ہے۔ایک فرد نے کسی دوسرے فرد کا نام، سوشل سکیورٹی نمبر اور تاریخ پیدائش انٹرنیٹ سے حاصل کر کے ادھار کارڈ (Credit card) حاصل کرنے کے لیے درخواست دے دی اور کارڈ پر نہ

صرف قرضے حاصل کئے بلکہ اس کے نام کو استعمال کر کے کئی جرائم کا ارتکاب کر ڈالا۔ بیچارے اصل نام والے کو تو یہ تفصیل بھی معلوم نہ ہو سکی کہ کسی ظالم نے اس کے نام پر کارڈ بنوا کر کیا کیا کچھ کر ڈالا۔[54] جدید ذرائع ابلاغ نے منفی اثرات پیدا کئے ہیں معاشرے کے اندر بے راہ روی، بے مقصدیت، فیشن پرستی، آوارگی، تشدد اور تخریب کاری پیدا کرنے میں اس نے اہم کردار ادا کیا ہے، پاکستان میں افسرانہ ٹاٹھ باٹھ، جرائم پروری، نمود و نمائش، ریاکاری، مکاری جیسی صفات دکھا کر منفی اثرات پیدا کئے جا رہے ہیں، بین الاقوامی سطح پر مختلف معاشروں میں جو تبدیلیاں آ رہی ہیں ان میں میڈیا کا بڑا اثر ہے۔[55] پہلے وقتوں میں شادی بیاہ کے معاملات بزرگ یا والدین طے کرتے تھے لیکن اب شادی بیاہ، دوستی اور دیگر ملاپ سے متعلق اطلاعات کے لیے e.marriage، e-friendship، e-dating کا رجحان بڑھتا چلا جا رہا ہے۔[56] سوشل میڈیا کی وجہ سے معاشرے کے اندر افواہ سازی بھی پھیلتی ہے افواہ پھیلانے اور کانا پھوسی کر کے سماج میں فرقہ پرستی اور نفرت کا زہر کھولا جاتا ہے۔ ویلنٹائن ڈے ایک ایسا تہوار جس کو سوشل میڈیا پر سب سے زیادہ فروغ دیا گیا ہے انٹرنیٹ چیٹنگ اور موبائل فونز کی بدولت بھی ویلنٹائن ڈے جیسی خرافات کو پاکستان میں فروغ حاصل ہو رہا ہے۔ جس کی وجہ سے یہ حیا باختہ تہوار پاکستان میں بڑے پیمانے پر منایا جاتا ہے اس موقع پر ملک بھر میں مختلف تقاریب کا اہتمام ہوتا ہے نوجوان لڑکے لڑکیاں سرخ رنگ میں ملبوس ہوتے ہیں ایک ہاتھ میں سرخ رنگ کا گلاب اور دوسرے ہاتھ میں چاکلیٹ دی جاتی ہے۔ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں مختلف ہوٹلوں، گیسٹ ہاؤسز، آئس کریم پارلر، مختلف پارکوں اور دوستوں کے گھروں کا انتخاب کیا جاتا ہے اور غیر اخلاقی سرگرمیوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔[57]

غیر ضروری روابط:

موجودہ دور کے نوجوانوں میں سوشل نیٹ ورکنگ ویب سائٹس بہت مقبول ہیں، ان سائٹس پر بچے اور بچیاں باہم دوستی کرتے ہیں۔ وہ اپنے فارغ اوقات میں سے ہر لمحہ لمحہ آن لائن Sites پر گزارنا پسند کرتے ہیں لیکن ایسا کرنے کے دوران کئی نوجوان لڑکیاں لڑکے اپنی عزت، اپنے اخلاق، اپنا پیسہ، اپنی پاک دامنی حتیٰ کہ اپنی زندگی بھی انٹرنیٹ پر موجود شکاری مردوں کے ہاتھوں ضائع کر بیٹھتے ہیں۔[58] سوشل میڈیا کی فہرست میں فیس بک کا استعمال سر فہرست ہے جس نے دنیا بھر سے ہر مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے افراد کے آپس میں رابطوں کو آسان بنادیا ہے پاکستان میں ان گنت افراد اس سے منسلک ہیں۔[59] آج سوشل نیٹ ورکنگ ویب سائٹس پوری دنیا کے نوجوانوں

کے دل کی دھڑکن بنی ہوئی ہیں نوجوان ان کے بغیر زندگی گزارنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے ایک دن بھوکا رہنا گوارا کر لیں لیکن فیس بک پر ایک دن نہ جا سکیں تو ہو سکتا ہے کہ ان کا اعصابی بگاڑ (Nervous Break Down) ہو جائے بعض نوجوان لڑکے لڑکیاں اپنے اوپر یہ باب لازم سمجھتے ہیں کہ وہ روزمرہ جو بھی کام کریں اس کو فیس بک یا ٹوویٹر (Twiter) پر درج کریں امریکہ کی NBC New کے نامہ نگار (Peter Williams) لکھتے ہیں کہ:-"نوجوان لڑکوں لڑکیوں کی سوشل نیٹ ورکنگ ویب سائٹس پر پوسٹنگز (Posting) جن چیزوں پر مشتمل ہوتی ہے کچھ تصاویر کی البم ہوتی ہیں کچھ غیبت ہوتی ہیں۔اپنے پسندیدہ گانے ہوتے ہیں کبھی کبھار اپنے فون نمبر اور گھر کے ایڈریس بھی ہوتے ہیں اور بعض اوقات اپنے جسم کو ظاہر کرنے والی تصاویر الغرض یہ ایسا ذریعہ ہے کہ آپ my space. com پر نئی دوستیاں بنا سکتے ہیں، ٹک ٹاک بھی نوجوان نسل میں بہت زیادہ مقبول ہے جس زیادہ تر منفی استعمال ہی معاشرے میں ہو رہا ہے۔

سوشل میڈیا کے اثرات اور اسلام کا تصور ابلاغ:

ذرائع ابلاغ کی کوئی بھی قسم ہو اس کے دائرہ اثر کی کوئی بھی وسعت ہو اور اس کی فنی خصوصیات کی کوئی بھی نوعیت ہو اسے بہر حال میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے اصول کی پابندی کرنا ہوگی یہ اصول ذرائع ابلاغ (سوشل میڈیا) کے دائرہ کار کی حدود متعین کرنا ہے اور اسے معاشرے اور معاشرتی اداروں بالخصوص خاندان جیسے اہم ادارہ کے لیے مثبت اور مفید بنانا ہے۔ صنفی تعلقات بالکل دائرہ ازدواج میں محفوظ ہوں۔۔ عورت کا دائرہ عمل مرد کے دائرہ عمل سے علیحدہ ہو۔ دونوں اپنی اپنی ذمہ داریوں کو ادا کریں۔۔ بچوں کی تربیت پر توجہ دی جائے۔[60] نبیؐ نے فرمایا کہ: واتزوج فَمن رغب عن سنتی فلیس منی [61]"اور میں شادی کرتا ہوں پھر جس نے میرے طریق سے کنارہ کشی کی وہ مجھ سے نہیں"، بچوں کی بر وقت شادیاں کی جائیں۔

نجی زندگی کا تحفظ:

میڈیا کے ذریعے جائز نہیں کہ وہ افراد کی نجی زندگی کے بارے میں کھوج لگاتے پھریں ایسا کرنا اخلاقی اعتبار سے درست نہیں اور اس سے معاشرے میں فساد پھیلتا ہے قرآن میں ارشاد ربانی ہے۔ یاایہا الذین امنو اجتنبوا کثیراً من الظن اِن بعض الظن اثم ولاتجسسوا ولایغتب بعضکم بعضاً ایحب احدکم ان یاکل لحم اَخیہ میتاً فکر ہتموہ واتقواللہ ان اللہ تواب رحیم [62]

اے اہل ایمان! بہت گمان کرنے سے بچو کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں تجسس نہ کرو اور تم میں سے کوئی کسی

کی غیبت نہ کرے کیا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے جو اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے، دیکھو تم خود اس سے گھن کھاتے ہو۔

حضور اکرمؐ نے فرمایا:۔ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث ولا تقسوالا تحبسوا ولا تنا جشوا ولا تعاسدوا ولا تباغضوا ولاتدابروا وکونو عبداللہ اخوانا[63]

بدگمانی سے بچ کر رہو کیونکہ بدگمانی سب سے بڑھ کر جھوٹ بات ہے اور نہ کسی کی راز جوئی کرو اور نہ کسی کی جاسوسی کرو اور نہ قیمت بڑھانے کے لیے بولی دو اور نہ ایک دوسرے سے حسد کرو اور نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو اور نہ باہم روگردانی کرو اور اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی ہو جاؤ۔

صحیح معلومات کی فراہمی:

اطلاعات کی فراہمی اور خبروں کی اشاعت میں بے احتیاطی کئی مسائل کا باعث بنتی ہے خاندانی انتشار بھی غلط معلومات کی بنیاد پر ہو سکتا ہے میاں بیوی میں غلط فہمی بہن بھائیوں میں غلط فہمیاں جنم لیتی ہیں۔یاایہاالذین امنوا تقواللہ وقولو قولاً سدیداً [64]

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ٹھیک بات کیا کرو۔ سوشل میڈیا پر جب معلومات ایک دوسرے کو فراہم کرتے ہیں تو وہ ایک طرح کی گواہی ہوتی ہے.

فواحش و منکرات کی ممانعت:

سوشل میڈیا کے اثرات میں جو نکتہ سب سے زیادہ سامنے آیا وہ فحش سائٹس کی سرچنگ اور اس کے نتیجے میں فحاشی و عریانی کا پھیلاؤ، مغرب چونکہ حیا کے بنیادی وصف سے محروم ہے اس لیے اس کا ادب، آرٹ اور تفریح سب بے حیائی کے مظہر اور فحاشی کے فروغ کا باعث ہیں جنسی آوارگی ان کی تہذیب کا خاصہ ہے ان سے بچا جائے، اسلامی معاشرے میں فواحش کی اشاعت قابل مذمت ہے والذین لا یشھدون الزورواذامروا باللغو مروا کراماً [65]اور جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب ان کو بیہودہ چیزوں کے پاس سے گزرنے کا اتفاق ہو تو بزرگانہ انداز سے گزرتے ہیں۔

> إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ عذاب اليم فی الدنیا والاخرة واللہ یعلم و انتم لا تعلمون [66]۔

جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بے حیائی پھیلے ان کو دنیا و آخرت میں دکھ دینے والا عذاب

ہو گا اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔

قل انما حرم ربی الفواحش ماظہر منہا ومابطن ولاِثم والبغی بغیر الحق و ان تشرکوا باللہ مالم منزل بہ ء سلطانا وان تقولوا علی اللہ ما لا تعلمون۔[67]

معاشرتی آداب کی تعلیم:

یاایہاالذین امنو لایسخر قوم من قوم عسیٰ ان یکونوا خیراً منہم ولا نساء من نساعسیٰ ان یَکُنْ خیرا منہن ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاؤلئک ہم الظلمون۔[68]

سورہ الحجرات میں مسلمانوں کو معاشرہ میں مل جل کر رہنے اور معاشرتی ابلاغ ور وابط کی بہترین تعلیمات دی گئی ہیں کہ نہ مرد مردوں کا مذاق اڑائیں اور نہ عورتیں عورتوں کا مذاق اڑائیں ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اس میں مذاق اڑانے کی ممانعت کی گئی اور مخلوط محفلوں کی بھی ممانعت کی گئی اور مزید تاکید بھی کی گئی کہ طعن نہ کرو نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے بلاو اور یہ سب فسق ہے یعنی گناہ کی باتیں ہیں ان سے بچو۔اور باہمی تعلقات کو کیسے بہتر بنا سکتے ہیں؟ معاشرے میں ابلاغ کے مثبت طریقے کیا ہیں؟اور معاشرتی میل جول کے آداب بتائے گئے ہیں۔

خلاصہ بحث:

سوشل میڈیا سائنس کی ایک حیرت ناک ایجاد ہے جس نے انسانی زندگی پر دونوں طرح کے اثرات مرتب کئے ہیں مثبت بھی اور منفی بھی معاشرہ اور خاندان دونوں طرح کے اثرات قبول کر رہا ہے کہیں پر تعلیم و تربیت، معلومات کی تیز رفتار آمد اور کہیں صدیوں کے فاصلے لمحوں میں سمٹ گئے ہیں۔ سوشل میڈیا دو دھاری تلوار کی طرح طاقت رکھتا ہے تلوار کا استعمال شر وفساد کا خاتمہ کرنے کے لیے اور امن و آشتی کی پر فضا قائم کرنے کے لیے بھی ہوتا ہے اور اس کا استعمال فتنہ وفساد کے جذبات بھڑکانے کے لیے بھی ہوتا ہے غور طلب بات یہ ہے کہ یہ تلوار کس کے ہاتھ میں ایسے فرد کے ہاتھ میں ہے جو امن و آشتی کا مفہوم ہی نہیں جانتا جو انسانی قدروں کو ملحوظ خاطر نہیں رکھتا اور جو اخلاقی قدروں کی پامالی کو اپنا شیوہ بناتا ہو یا یہ تلوار ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں ہے جس کی فطرت میں نیکی بھلائی خیر خواہی اور انسان دوستی ہے، میڈیا کو خاندان کی تعلیم و تربیت کے لیے استعمال کیا جائے نہ کہ انتشار وافتراق کے لیے استعمال کیا جائے آئندہ آنے والی نسلیں اور آج کے نوجوان ہی ہمارا سرمایہ ہیں اپنے سرمائے کو کوئی عقلمند شخص لٹنے کے لیے چھوڑ نہیں دیتا بلکہ ہوشیاری اور تدبر کے ساتھ محفوظ رکھتا ہے اور اسے بڑھانے کی کوشش

کرتا ہے تاکہ اپنے مستقبل کو پر سکون محفوظ اور آرام دہ بنایا جا سکے۔ سوشل میڈیا کے مثبت استعمال کا شعور پیدا کریں۔ خاندانی نظام کے اندر اگر مضبوطی ہوگی تو باہر کے عوامل کم اثر انداز ہوں گے۔ ماں باپ بچوں پر بھرپور نظر رکھیں کہ وہ سوشل میڈیا کا کس قسم کا استعمال کرتے ہیں مثبت استعمال کا رجحان پیدا کریں۔ کم تعلیم یافتہ ماں باپ بھی جدید ٹیکنالوجیز کا استعمال سیکھیں تاکہ بچے انہیں کسی دھوکے میں نہ رکھیں۔ ماں باپ بچوں کو زیادہ سے زیادہ وقت دیں اور انہیں اپنے قریب کریں تاکہ ان کی سوشل میڈیا پر ہونے والی سرگرمیوں سے واقف ہوں۔ بچوں کو سیر و تفریح پر لے کر جائیں ناں کہ بچے تفریح کے لیے انٹرنیٹ کا استعمال کریں۔ بچوں کو کتب بینی کا عادی بنائیں۔ خاندان کے اندر موجود بزرگوں کو زیادہ وقت دیں تاکہ ہمارے بچے آئندہ مستقبل میں ہمیں بھی بھرپور وقت دیں۔ بچوں کے اندر تقویٰ اور تعلق باللہ کی صفات پیدا کریں تاکہ وہ تنہائی میں بھی غلط چیزیں نہ دیکھیں، اہل خانہ کو قرآن اور سیرت النبی ﷺ کے ساتھ جوڑیں۔

حوالہ جات و حواشی

[1] البقرۃ:۳۸

$\bar{A}$l $\bar{B}\bar{a}$qr$\bar{a}$:38

[2] العصر:۱-۳

$\bar{A}$l $\bar{A}$ss$\bar{a}$r:1-3

[3] J̄aecqūes R̄ousseāu ‘S̄āmūel̄ kōen̄ing īntrōdūctiōn tō the science ōf sōciōlōgy ‘Lōndōn‘1913.P:80

[4] Ūnīversāl D̄eclārārtiōn ōf H̄ūmān R̄ights Ārtīcle.13-16;

Īnternātiōnāl Cōnventiōn ēcōnōmīc‹sōcīal and cūltūre rīght.10-1;

Īnternātiōnāl cēnvēnānt ēn vīl ānd pōlītīcāl rīghts, Ārtīcle 23-1

[5] A. D̄ Azizūllāh ‘D̄r ‘T̄he cōncēpt ōf fāmīly īn Islām ‘Kārāchī.1980

[6] خالد علوی، ڈاکٹر، اسلام کا معاشرتی نظام۔ لاہور: الفیصل ناشران و تاجران، 2000ء۔ ص۲۸،۲۷

Khālid Ālvi ‘D̄r *‘Islām kā Mushārti nizām.* Lāhōre: Ālfasiāl nāshrān ‘2000. p,27,28

[7] النساء:۱

Āl Nīsā:

[8] شاہ ولی اللہ الدھلوی، حجۃ اللہ البالغہ۔ لاہور: طبع غلام علی اینڈ سنز، س ن۔ ص ۱۵۰

Shāh Wālī Āllāh Dāhlvī ‘Hujtullāh Āl Bālī ghā. Lāhōre:Gulām Ālī Ānd Sōns ‘SN.p15

[9] الحجرات:۱۳

Āl Hūjrāt:13

10 ...... مصری، السید السابق، خاندانی نظام۔ مترجم: محمد اسلم شاہدروی، لاہور: حدیبیہ پبلیکیشنز، س ن۔ ص ۱۳

Misrī'Al syed Alsābiq'*Khāndānī Nāzām*. Mutārjām:Muhāmmād Āslām shāhdārwī, Lāhōre:Hudābīā publication 'SN.p10-13

11 محمد فواد عبد الباقی، المعجم المفہرس لالفاظ القران الکریم۔ بیروت: دار الموفہ، ۱۹۹۴ء۔ ص ا

Muhāmmād Fāwād Ābdul Bāqi ' Āl-Mājām Āl-Mufāhāds Lālfāz Āl-Qur'ān Āl-Kāreem. Beirut:Dār āl-Mufā '1994. Material:ĀH

12 ظلی، اشتیاق احمد، ابو سفیان اصلاحی، خاندانی نظام اور قرآنی تعلیمات۔ شبلی باغ، علی گڑھ: مقالات سمینار، ادارہ علوم القرآن، ۲۰۱۰ء ۔ ص ۹۹

Zāli ' Īshtiāq Āhmād ' Ābu Sufyān Islāhi *'Khāndāni nāzām āur qurāni taleemāt.* Shibli Bāgh, Āligārh: muqālāt sāminār Āl-Qurān '2010. p99

13۔ ایضاً۔ ص ۲۸۔۲۷

Ibid,p 28-27

14 Ernest Āckermānn '*Leārnīn*g to ūse the *wo*rld*w*ide *w*eb.(Peter Nortōn īnternātiōnal tō compūters). p1

15 مہدی حسن، جدید ابلاغ عام۔ روزنامہ نوائے وقت، ۲۰۰۲ء۔ ص ۱۴

Mehdī Hāsān '*Jādēd Āblāgy Āmmā*. Roznāmā nwāywāqt '2002, p14

16, MC Crāu Hill 'USA:2001117. p341

17 Ānjāli Ābhyānkā '*SIBM PUNE*. '2011. p18.

18. 1Alfrēd C. Weārer ānd Benjāmīn B. Morrisōn '*Hōw* thīngs wōrk sōciāl nēt *w*orkīng. '2008. p97-100

19 http/www.clubja '*Nehā īnfluēnce ōf* sōcial *n*et*w*ork *s*ites *ō*n yo*ū*th. '2008

20 Tiānā bucher '*Televisiōn ānd new mediā*. Norway: ūniversty of Oslō 'november 2013. Vol6

21 http/blogreferral canady.com '*What is sociāl mediā*. '30sep2013.

22 فلاحی توقیر عالم، ڈاکٹر، میڈیا کا کردار اسلامی نقطہ نظر۔ الابلاغ ٹرسٹ: ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن، ج ۳، شمارہ ۱۲، دسمبر ۲۰۱۳ء۔ ص ۶۷

Falāhi Taqeēr Ālām 'Dr. '*mediā kā kirdār Islāmic nuqtā nazā*r. Āl-Balaāgh Trust: Ālāmi Tarjmān- ul-Qur'ān 'vol3 ' jild12 'desember 2013. p67

23 دیویندر اسر، عوامی، ذرائع ابلاغ ترسیل اور تعمیر و ترقی۔ مترجم: شاہد پرویز، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۲ء۔ ص ۲۱

Devēndrāsār 'Āwāmi '*Zrāy Āblāg tersel āur tamēr-ō-trāqi*. Translator: Shāhid Parvēz 'New Dēlhi: qomi cōnsilī barāy fārogy Urdu '2002. p21

24 ثناء چوہدری، جدید تعلقات عامہ۔ ص ۱۲

Sanā Chāudhry '*Jadēd Talūqāty Ammā*. p12

25 حسین، محمد شاھد، اردو اور عوامی ذرائع ابلاغ۔ دہلی: اردو اکادمی، ۲۰۰۷ء۔

Hussāin 'Muhāmmād Shāhid 'Urdu ūr *Āwā*mi *Z*ray *Ā*bl*ā*g.'Delhi: Urdu Ākādemi '2007. p54

[26]26ثاقب ریاض، جدید صحافت اور ابلاغ عامہ۔ لاہور: اردو سائنس بورڈ، ۲۰۱۰ء۔ ص ۱۱

S̄aqib Riaz ‘j̄ad̄ed s̄haff̄at āur Āblāgy Āmm̄a. Lāhore:Urdu s̄cienc̄e b̄oar̄d ‘2010. p11

[27] سنبلہ سعدیہ، انٹرنیٹ کی جادو نگری۔ پکار ملت، ستمبر، اکتوبر ۱۹۹۸ء۔

S̄ambla S̄adiā ‘Īntēr̄net k̄i J̄adūnāgāri. P̄ikaār M̄illāt ‘septembr ‘octomber ‘1998.

[28] مرتضیٰ، متین الرحمٰن، تعارف ابلاغ نامہ۔ لاہور: الاوقار پبلی کیشنز، ۲۰۱۲ء۔ ص ۴۰

M̄ur̄tazā ‘Mat̄eenū Rahm̄an ‘tarūf āblāgy nāmā. Lahore: Āl-w̄aqār Publications ‘2012. p40

[29] ایضاً، ۳۵

Ibid p35

[30] خالد رحمٰن، سلیم منصور خالد، عورت خاندان اور ہمارا معاشرہ۔ ص ۱۲۸

K̄hal̄id R̄ehmān ‘Salim M̄ansoōr K̄halid ‘Āurāt K̄hāndan āur H̄amārā M̄as̄hrā. p128

[31] rashidaliawan@gmail.com۔ نوائے سحر، راشد اعوان ۱/۹/۱۴

rashidaliawan@gmail.com ‘Nw̄ay S̄ahēr. Rashād āwān ‘1/9/14

[32] ام عبدالرب، ٹی وی کے نقصانات اور اس کے فوائد کا جائزہ۔ لاہور: دارالاندلس، ۲۰۰۶ء۔ ص ۱۰

‘Ūm ē Ābdl Rābāb ‘T̄V k̄y N̄uqs̄anāt aūr us̄ ky f̄wayād k̄a j̄ayz̄a. Lahore: D̄ar āl Āndalūs ‘2006.p10

[33]33 عارف اقبال، ای میل طرز حیات کے معاشرتی اثرات۔ معارف فخر سروس، شمارہ ۱۲، ۱۸۶، مئی ۲۰۰۸ء۔ ص ۱۰

Ār̄if Īqbāl ‘ē m̄ail t̄arz̄y H̄ayāt k̄y m̄ashārty ās̄r̄at. Ma'ar̄if Fakh̄r s̄ervice ‘vol186 ‘jild 12 ‘2008. p10

[34]34 فوزیہ تبسم، کمپوٹر اور انٹرنیٹ (مقالہ) بحوالہ تعارف ابلاغ عامہ۔ الوقار پبلی کیشنز، ۲۰۱۲ء۔

Fawz̄iā Tabsūm ‘Computer ānd Internet (thesis)introducere Māss Communication. Āl W̄aqār Publications ‘2012

[35] محمد شمس الدین، ڈاکٹر، ابلاغ عامہ کی نئی جہتیں مقتدرہ قومی زبان پاکستان۔ ۲۰۰۹ء۔ ص ۲۰

M̄uhām̄mad S̄hamsūddin̄ ‘Dr ‘Āblāgy Āmmā k̄i ny jāhtyn m̄uqtdrā q̄umī z̄ubān Pakistan. 2009. p20

[36] ایضاً، ص ۲۰

Ibid. p20

[37]37 گوہر مشتاق، ڈاکٹر، ایک آنکھ والا دجال۔ ص ۱۰۰-۹۹

Ḡohār M̄ushtāq ‘Dr. ‘Āik Ānkh wālā Dājjāl. p99-100

[38] فہمی نجار، اسلام اور ذرائع ابلاغ۔ ص ۷۴

F̄ahmi Nājār ‘Islām aūr Zrāy Āblāg. p74

[39] جسارت میگزین، ۱۹ اپریل، ۲۰۰۹ء۔

40 J̄sarāt māgzin ‘19april ‘2009.
Dāily timē ’17 may ‘2007

41 42چمن بتول۔نومبر،۲۰۱۲ء۔

Chāmān Bātul. Novembr ‘2012

42 سبین شاکر،ابلاغ عامہ کے سماجی اثرات (تعارف ابلاغ عامہ)۔مرتب:پروفیسر متین الرحمٰن مرتضیٰ،کراچی:مطبوعہ ابلاغ شعبہ ابلاغ عامہ جامعہ ۲۰۰۰ء۔ص ۳۳۰

Sābin Shākir ‘ Āblāgy Āmmā ky smmāji Āssrāt(tāruf Āblāgy Āmmā). Murātāb:Prof. Māteenn Rehmān Murtāzā ‘Karachi:mātbuā Āblāgy Āmmā jāmmiā ‘2000. p330.

43 Tokes pāul ‘Peter chāpmān ‘tārgeted thousānds of young girls ‘the telegrāph. March ‘2010

44 .محمد شمس الدین،ابلاغ عامہ کی نئی جہتیں۔مقتدرہ قومی زبان پاکستان،۲۰۰۹ء۔ص ۲۵

Muhāmmād Shāmsuddin *‘Āblāgy Āmmā ki nāi jāhtyn*. Pakistan: Moqtādrā Qāumi zabān ‘2009. p25

45 عارف رمضان،سوشل میڈیا کے اثرات۔ہماری ویب،۱۴اکتوبر،۲۰۱۱ء۔

Ārif Rāmādān ‘sociāl mediā kā Āssrāt. hmāri Web‘14octobr ‘2011.

46 ربانی،رانا احتشام،انسان اور معاشرہ،جمہوری۔ملتان: پبلی کیشنز،۱۹۹۵ء۔ص ۱

Rābbāni ‘Rānā Ehteshām *‘Ānssān āur māshrā*. Multan:Jāmhuri Publications ‘1995. p1

46 محمد شمس الدین،ابلاغ عامہ کی نئی جہتیں۔مقتدرہ قومی زبان پاکستان،۲۰۰۹ء۔ص ۲۵

Muhāmmād Shāmsuddin *‘Āblāgy Āmmā ki nāi jāhtyn*. Pakistan: Moqtādrā Qāumi zabān ‘2009. p25

47 سہیل انجم،میڈیا اردو اور جدید رجحانات۔دہلی:ایجوکیشنل ہاؤس،۲۰۱۰ء۔ص ۶۷

Sohāil Ānjum *‘Mediā Urdu āur jāded rohjānāt*. Delhi:Educational House ‘2010. p67

48 48حمد سعید،جعفر،نیا معاشرہ اور پاکستان۔ملتان: ماڈرن پبلی کیشنز،۱۹۹۵ء۔ص ۲۱

Hāmād Sāeed ‘Jāfār ‘Nāyā mushrā āur Pakistan. Multan:Modern Publications ‘1995. p21

49 ایضاً،ص ۱۵

Ibid. ‘p15

50 50اردو بلاگ،دسمبر ۱۰،۲۰۱۳ء۔

Ūrdu Blog ‘10decembr ‘2013

51 51ماہانہ محدث،مئی ۱۹۹۹ء۔ص ۵۹

Māhānāmā Muhādās ‘May1999. p59

52 52ماہنامہ ترجمان القرآن،مارچ ۲۰۰۴ء۔ص ۵۰

Māhnāmā Tārjāmān al Qur'ān ‘March2004. p50

53 53alamislahi@gmail.com،سوشل میڈیا اور نوجوان طبقہ۔۱۵ اپریل،۲۰۱۳ء۔

alamislahi@gmail.com *'Social Media ur nujwān tābqā.* 15April '2013.

54[54] فوزیہ تبسم، کمپوٹر اور انٹرنیٹ۔ ص۴۰۹

Fāuziā Tābāsim 'computer āur Internet. p409

[55] ایضا، ص ۴۳۷

Ibid 'p437

[56] ایضا۔ ص ۵۴

Ibid 'p1

57[57] روزنامہ جنگ اخبار، ۱۴

Roznāmā Jhāng Ākhbār '14

[58] ایضا، ص ۱۶

Ibid 'p16

[59] ایضا، ص ۳۵

Ibid 'p35

[60] ۲ خالد رحمٰن، سلیم منصور خالد، عورت خاندان اور ہمارا معاشرہ۔ انسٹیٹیوٹ آف اسڈی، ز۲۰۰۷ء۔ ص ۲

Khālid Rehmān 'Salim Mānsoōr Khalid *'Aurāt Khāndan āur Hamārā Mashrā*. Insitute of studies '2007. p2

[61] 61 بخاری، کتاب ا لنکاح، باب الترغیب فی ا لنکاح۔ ۲/۷۵۷

Āl-Bukhāri 'Kiāb al-Nikāh 'Turghāib fi al-Nikāh. 2/757

62[62] الحجرات: ۱۳-۱۲

Āl Hujrāt:12-13

63[63] بخاری، کتاب الاداب، باب ما ینھی عن التعاسد۔ ۸۹۶۲/۲

Āl-Bukhāri 'Kitāb al-Ādāb 'Bāb Mā Yānhi Ān-Tāsād. 2/8962

[64] الاحزاب: ۷۰

Āl Āhzāb:70

[65] الفرقان: ۷۲

Āl Furqān:72

66[66] النور: ۱۹

Āl noor:19

67[67] الاعرف: ۳۳

Āl Arrāf:33

68[68] الحجرات: ۱۱

Āl Hujrāt:11